Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Burial of Imam Hussain's Bleesed Head: A Historical and Analytical Study

امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کی تدفین: ایک تحقیقی و تاریخی جائزہ

Syed Shuhabuddin Shah
Assistant professor,
Govt: Degree Boys Collage Noshahro Feroze
Email: shuhabdinshah@gmail.com
Dr. Gul Muhammad Shar
Visiting Faculty Member
Shah Abdul Latif University Khairpur mir's
Email:gmsalu1214@gmail.com
Syed Munawar Ali Shah
Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies,
Shah Abdul Latif University Khairpur mir's
Email: munawar.naqvi@salu.edu.pk

Abstract
The burial place of Imam Hussain's (a.s.) severed head remains one of the most debated issues in Islamic history. Several traditions claim different locations: Karbala, Madinah, Damascus, Asqalan, Cairo, and Najaf al-Ashraf .Among these, the Najaf tradition holds the highest credibility in Shi'a sources. A narration from Imam Ja'far al-Sadiq (a.s.) reports that he prayed near the shrine of Imam Ali (a.s.) and identified one of the prayer spots as the grave of Hussain's head.Traditions regarding Damascus, Cairo, and Asqalan are often seen as politically influenced or related to local devotional practices, lacking solid chains of transmission. The Karbala narrative, though widely popular, faces textual criticism due to weak isnads regarding the return of the head .Archaeological presence, ziyarat texts, and scholarly consensus strengthen the Najaf view. Shi'a theology places trust in the report from an infallible Imam, which outweighs less reliable narratives.In conclusion, despite historical variations, the most theologically and historically accepted opinion among Shi'a scholars is that the blessed head of Imam Hussain (a.s.) is buried in Najaf al-Ashraf, near the grave of Imam Ali (a.s.).
keyword: *Imam Hussain (a.s.),Blessed Head,Burial ,Najaf al-Ashraf ,Karbala , Damascus,Caira,Medina al-Munawwarah,*

خلاصہ

امام حسینؑ کے سرِ مبارک کی تدفین کا مسئلہ اسلامی تاریخ کا نہایت نازک اور اختلافی پہلو ہے۔ مختلف تاریخی روایات کے مطابق امامؑ کا سر کربلا، مدینہ، دمشق، عسقلان، قاہرہ اور نجف اشرف میں دفن ہونے کی روایت ملتی ہے۔ اہل تشیع کے معتبر مصادر میں نجف اشرف کو وہ مقام قرار دیا گیا ہے جہاں امام جعفر صادقؑ نے خود بیان فرمایا کہ قبرِ امیر المؤمنینؑ کے قریب دو رکعت نماز امام حسینؑ کے سرِ مبارک کی زیارت کے طور پر ادا کی۔ دمشق، قاہرہ اور عسقلان کی روایات زیادہ تر سیاسی، فاطمی یا عوامی رجحان پر مبنی ہیں جن کی درایتی و رجالی حیثیت کمزور ہے۔ کربلا میں تدفین کا موقف بعض مقبول زیارات و تاریخ نویسوں میں ملتا ہے، لیکن اس پر اعتراضات موجود ہیں، خاص طور پر راَسِ مبارک کی واپسی کی صحیح سند کی عدم موجودگی۔ نجف اشرف کی روایت میں نہ صرف امام معصومؑ کی گواہی ہے بلکہ وہاں کی زیارات اور وادی السلام کے قدیم آثار اس روایت کو تقویت دیتے ہیں۔ پس تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ تاریخی اختلاف موجود ہے، لیکن نجف اشرف کی روایت اہل تشیع کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر، مستند اور معقول ہے۔
کلیدی الفاظ: امام حسینؑ، سر مبارک، تدفین، کربلاء، مدینہ منورہ، قاہرہ، شام، نجف اشرف،

اسلامی تاریخ کا سب سے المناک، مؤثر اور روحانی طور پر گہرا اثر رکھنے والا واقعہ سانحہ کربلا ہے، جس میں نواسۂ رسول، سید الشہداء امام حسین بن علی علیہ السلام نے دینِ محمدی کے تحفظ اور ظلم کے خلاف قیام کرتے ہوئے اپنے اہل و عیال اور اصحاب کے ساتھ جان کا نذرانہ پیش کیا۔ شہادتِ امام حسینؑ کے بعد جہاں اُن کے اہل بیت کو قید و بند، درباروں، اور رسوائی کے اذیت ناک مراحل سے گزارا گیا، وہیں امام حسینؑ کے جسم اطہر کو سر مبارک سے جدا کرنا اور پھر اس سر مبارک کو مختلف مقامات پر لے جانا اسلامی ضمیر کے لیے ایک سوالیہ نشان ہے۔ تاریخی و روایتی طور پر یہ سوال ہمیشہ تحقیق کا موضوع رہا ہے کہ امام حسینؑ کے سر مبارک کو آخر میں کہاں دفن کیا گیا؟ مختلف مکاتب فکر اور مؤرخین کی آراء اس بارے میں متنوع اور متفرق ہیں، جن میں سے بعض کو زیادہ اور بعض کو کم استناد حاصل ہے۔ یہ مقالہ انہی روایات کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لینے کے لیے مرتب کیا گیا ہے۔

تاریخی پس منظر

سنہ 61 ہجری، دسویں محرم کو کربلا کے میدان میں امام حسینؑ کی شہادت کے بعد عمر بن سعد کے حکم پر شمر بن ذی الجوشن نے سر مبارک تن سے جدا کیا۔ بعد ازاں سر مبارک کو ابن زیاد کے حکم پر کوفہ لایا گیا اور دربار میں پیش کیا گیا۔ ابن زیاد نے سر کو نیزے پر بلند کر کے کوفہ میں گشت کروایا اور بعد میں یزید بن معاویہ کے حکم پر اسے شام روانہ کر دیا گیا۔ سر مبارک کی شام آمد کے بعد تاریخ کی کتب میں متعدد روایات ملتی ہیں، جن میں امام حسینؑ کے سر مبارک کی تدفین کے مقام کے متعلق اختلاف موجود ہے۔ پانچ نمایاں روایات درج ذیل ہیں:

1. **کربلاء:** مشہور روایات کے مطابق حضرت امام زین العابدینؑ اور حضرت زینبؑ چہلم کے موقع پر امام حسینؑ کا سرِ مبارک کربلا لے گئے اور جسد کے ساتھ دفن کیا۔ یہ روایت شیعہ اور بعض سنی علماء کے نزدیک سب سے راجح اور معتبر روایت ہے۔ اس کے مطابق امام زین العابدین علیہ السلام نے اہل بیتؑ کی رہائی کے بعد شام سے مدینہ واپسی سے پہلے کربلا میں آ کر سر مبارک کو بدن اطہر کے ساتھ دفن کیا۔ شیخ صدوق "علل الشرائع" اور "الامالی" میں روایت کرتے ہیں کہ امام سجادؑ نے سر مبارک کو شام سے واپس لا کر بدن کے ساتھ دفن کیا[1]۔

علامہ مجلسی نے "بحار الأنوار" میں اس روایت کو تفصیل سے ذکر کیا ہے: ثم حمل الرأس الشريف إلى كربلاء ودفنه الإمام زين العابدين عليه السلام مع الجسد الطاهر[2]، اس کے بعد سر مبارک کو کربلاء کی طرف لے جایا گیا، اور امام زین العابدین علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کے جسم کے ساتھ دفن کیا۔ شیخ جعفر شوشتری نے خصائص الحسینیۃ میں اس روایت کو سب سے مستند روایت قرار دیا ہے۔ مگر یہ روایت درایت کے تقاضوں کی بناء پر ضعیف ہے۔ تاہم تاریخی اعتبار سے بھی یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ یزید نے ظاہری فتح کے بعد سر مبارک کو عبرت کے لیے رکھا تھا۔ اور یزید جیسے حکمران کا سرِ مبارک واپس کرنا عقلاً ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

مدینہ منورہ: بعض غیر مشہور روایات کے مطابق امام حسینؑ کا سر مبارک بعد میں مدینہ منورہ لایا گیا اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ سید ابن طاووس "اللھوف" میں اس امکان کی طرف اشارہ کرتے ہیں، لیکن صراحت سے بیان نہیں کرتے[3]۔ بعض معاصر مؤرخین نے بھی اسے صرف ایک امکان کے طور پر ذکر کیا ہے۔ یہ روایت سند اور تاریخی شہادتوں کے لحاظ سے کمزور ہے۔ کیونکہ مدینہ میں سر مبارک کی تدفین کی کوئی تاریخی یا آثار قدیمہ کی بنیاد پر تصدیق نہیں ہوتی۔ بعض روایات اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ امام حسینؑ کے سر مبارک کو مدینہ کی طرف نقل کیا گیا تھا۔ اور یزید بن معاویہ نے حکم دیا تھا والی مدینہ عمرو بن سعید بن العاص کو کہ اس کو دفن

---

[1] ۔ الشیخ الصدوق، محمد بن علی بن الحسین، علل الشرائع، قم: مؤسسۃ النشر الإسلامي، 1982، ج 1، ص 227

[2] ۔ العلامۃ المجلسي، محمد باقر، بحار الأنوار، بیروت: مؤسسۃ الوفاء، 1403ھ، ج 45، ص 174

[3] ۔ السید ابن طاووس، علی ابن موسیٰ بن جعفر، اللھوف علی قتلی الطفوف، قم: منشورات الرضی، ص 98

کرے۔ اور اس نے بیبی فاطمہ زہراء کے قبر کے ساتھ دفن کیا۔[4]،[5]۔اور دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت والی مدینہ مروان بن حکم تھا[6]۔وہ روایات جو مدینہ منورہ کے ساتھ منسوب ہیں جن کا مفاد یہ ہے کہ یزید نے قیدیوں کو مدینہ جانے کی اجازیت دی اور والی مدینہ کو حکم دیا کہ ان کی معاونت اور مساعدہ کیا جائے یہاں تک کہ کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ اور جہاں تک رؤس کی بات ہے تو وہ شام میں ہی رکھنے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ مدینہ میں سروں کو دیکھ کر بے قابو ہو جائیں اور حکومت کا تختہ الٹ دیں۔ یہ روایت کئی وجوہ سے ضعیف ہے: اولاً، جناب فاطمہؑ کی قبر کا مقام یقینی طور پر کہیں معین نہیں ہے- ثانیاً، تاریخی شواہد کے مطابق رؤوس اہل بیت کو شام ہی میں رکھنے کا حکم تھا تاکہ مدینہ کے لوگ بغاوت نہ کریں۔

دمشق: دمشق میں جامع اموی کے ایک گوشے میں مسجد "رأس الحسینؑ" واقع ہے جہاں بارہ ائمہؑ کے اسماء درج ہیں۔ بعض مؤرخین کے مطابق جب امام حسینؑ کا سر مبارک یزید کے دربار میں پیش کیا گیا، تو بعد میں اسے دمشق کی جامع اموی مسجد کے ایک ستون کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ ابن عساکر "تاریخ دمشق" میں نقل کرتے ہیں کہ یزید نے سر مبارک کو مسجد کے ستون کے نیچے دفن کروایا[7]۔ ابن کثیر "البدایہ والنہایہ" میں لکھتے ہیں: ودفن الرأس في المسجد الأموي عند باب يعرف بباب الفراديس[8]۔مسجد اموی مین دفن کیا گیا باب برادیس کے پاس۔ دمشق میں آج بھی ایک مقام "مقام رأس الحسین" کے نام سے موجود ہے۔ یہ روایت سنی مآخذ میں زیادہ نمایاں ہے۔ مگر تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ کربلاء کے بعد سبایا کے شام پہنچنے کے بعد سر مبارک کو خزانۃ السلاح میں رکھا گیا اور اس کے بعد دمشق میں دفن کیا گیا۔ جب بنی امیہ کی حکومت ۱۳۲ھ میں ختم ہو گئی اور بنی عباس قابض ہو گئے اور انہوں نے دمشق میں داخل ہوتے ہی یالثارات الحسین کی صدائیں بلند کی۔ تو اس وقت میں ایک موالی اهل بیت نے وہ سر مبارک وہاں سے نکال کر وادی السلام پہنچایا اور وہاں آکر دفن کیا۔[9] جیسا کہ یہ روایہ اہل بیت سے بھی ثابت ہے۔

اہل بیت کے فضائل کے سیاق میں نہیں بلکہ حکومتی اقدامات کے پس منظر میں بیان کی گئی ہے۔ مکتب اہل بیت کے ہاں اسے معتبر نہیں سمجھا جاتا۔

4. عسقلان: بعض غیر معتبر روایات میں آیا ہے کہ یزید نے بعض مصادر غیر موثقہ میں ملتا ہے کہ امام حسینؑ کا سر مبارک جب شام پہنچا تو یزید بن معاویہ نے حکم دیا کہ غسل دیکر کفن کے ساتھ پیش کیا جائے۔ اور اسی محفل میں عسقلان کے لوگ بیٹھے تھے اور ان کو دیدیا کہ جاکر عسقلان میں دفن کریں اور انہوں نے عسقلان میں دفن کر دیا۔ اور آج کل وہاں ایک قبہ بھی بنا ہوا ہے جہاں زیارت کی جاتی ہے۔ یہ روایت دمشق میں دفن والی روایت کے مخالف ہے جس میں ہے کہ سر مبارک دمشق میں ہے۔ مگر مورخ یافعی نے مراۃ الجنان میں نفی کی ہے کہ راس امام حسینؑ نہ عسقلان میں موجود ہے اور نہ ہی قاہرہ میں موجود ہے۔[10]

5. قاہرہ: قاہرہ میں راس مبارک کی روایت کی صحت کا دارومدار ہے عسقلان کی روایت کی صحت پر مشتمل ہے، جب عسقلان والی روایت درست نہیں تو قاہرہ والی فی نفسہ باطل ہو جائے گی۔ قاہرہ میں دفن کی روایت اس طرح ہے کہ: جب حکومت فاطمی مصر میں نمودار ہوئی تو انہوں نے عسقلان سے راس مبارک کو منتقل کرنے کا دعویٰ کیا۔ اور یہ عمل وزیر حکومت فاطمی طلائع بن زریک نے انجام دیا (المتوفی 559ھ) بذل اموالا لنقل الراس الشريف الى القاهره: جس نے بہت خرچہ کر کے راس کو قاہرہ منتقل کیا۔ اور اس کے اوپر ایک روضہ تعمیر کروایا جو مشہد حسینی کے نام سے قاہرہ میں آج بھی موجود ہے۔ اور یہ راس ۵۴۸ھ میں نقل کیا گیا

---

[4]: ابو الفداء، عمادالدین اسماعیل بن محمد، المختصر فی اخبار البشر، ج1، ط الاولی، المطبعہ الحسینیہ المصریہ، ص:191

[5]۔ ابن کثیر، عمادالدین اسماعیل بن محمد القرشی، البدایہ والنھایہ فی التاریخ، ج8، ط الاولی، مطبعہ السعادہ، مصر، ص204

[6]۔ سبط ابن الجوزی، شمس الدین ابو المظفر یوسفبن قزاوغلی، تذکرۃ الخواص، طبع حجر 1285ھ، ص276

[7]۔ ابن عساکر، علی ابن الحسن بن ھبۃ اللہ، تاریخ مدینۃ دمشق، دمشق: دار الفکر، ج14، ص123

[8]۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، بیروت: دار الفکر، 1986، ج8، ص207

[9]: الحکیم، حسن عیسی الدکتور، المفصل فی تاریخ النجف الاشرف، مطبعۃ النجف الاشرف، ج3، ص46

[10]: الیافعی، ابو محمد عبد اللہ بن اسعد الیمنی المکی، مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر فی حوادث الزمان، ج1، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن، ط اولی 1339ھ، ص136

تھا۔[11] مگر مورخ کازرونی المتوفی (۶۹۷ھ) کہتاہے: بقی راس الشریف حتی القرن السابع الهجري[12]۔ یہ پانچ سوٗ ہجری میں نقل کرنے کی بات کرتے ہیں، جبکہ سات سوٗ ہجری تک سر مبارک وہاں عسقلان میں موجود تھا۔ یہاں تقابل آراء سے آراء کا ضعف پیدا ہوتا۔ کازرونی کہتا ہے کہ ساتویں صدی ہجری تک سر مبارک عسقلان میں موجود تھااور روایۃ نقل قاہرہ سے ثابت ہے کہ پانچویں صدی میں منتقل کیا گیا۔ اور اس طرح ایک روایت میں ہے کہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہانے خود قاہرہ میں راس مبارک کو دفن کیا۔[13] اختلاف آراء سے قاہرہ میں دفن کی نسبت ثابت نہیں، اور کسی مؤثق طریقے سے بھی روایت منقول نہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ امام حسینؑ کا سر مبارک قاہرہ میں موجود ہے۔ مستشرق المانی (آدم متنز) نے سابقہ روایات پر تبصرہ کچھ اس طرح کیا ہے: قاہرہ میں مشہد حسینؑ بنانے کا مقصد یہ تھا کہ فاطمی حکمران اپنے مذہب کی ترویج کرنا چاہتے تھے اور قاہرہ کو مقدس شہر کے نام کے شہرت دینا چاہتے تھے۔ یہ سب اس لئے کرتے تھے کہ کیونکہ عراق پر عباسی حکمران تھے۔ اور وہاں مقدس مقامات موجود تھے تو انہوں نے بھی چاہا کہ کوفہ و کربلاء کے مقابل قاہرہ بھی رأس حسین سے مقدس بنایا جائے تو انہوں نے اس بات کو شہرت دیدی[14]۔ مقریزی نے بھی الخطط المقریزیۃ" میں لکھا ہے کہ: کہ فاطمی خلافت کے دور میں امام حسینؑ کا سر مصر لایا گیا[15]۔

ما حصل یہ ہے کہ قاہرہ کے ساتھ منسوب روایات غیر موثق ہیں۔ علامہ محسن امین نے "اعیان الشیعہ" میں اسے نا قابل اعتبار قرار دیا[16]۔ اور طرق صحیحہ سے ثابت روایات کا مفہوم یہی ہے کہ راس امام حسینؑ وادی السلام نجف اشرف میں امیر المومنین کے سر مبارک کے قریب دفن ہے۔ حکومت عثمانی کے دور میں بھی حضرت علیؑ کی قبر کے نزدیک وہ جگہ مخصوص راس مبارک کے ساتھ مخصوص تھی جس کی زیارت کی جاتی تھی۔[17]

6. نجف اشرف: شیخ طوسی نے تہذیب الاحکام میں لکھاہے کہ: عن مبارک الخباز: "إنه قدم مع الإمام الصادق من الحيرة إلى النجف، فلما وصلا إلى المرقد الشريف نزل الإمام الصادق عن دابته، وصلى ركعتين، ثم تقدم قليلاً فصلى ركعتين، ثم تقدم قليلاً فصلى ركعتين.فقلت له: جعلت فداك، ما الأولَويتان و الثانيتان و الثالثتان؟فقال: "أما الركعتان الأوليان فلقبر أمير المؤمنين، و الثانيتان لموضع رأس الحسين، و الثالثتان لموضع منبر القائم[18]۔ مبارک خباز سے روایت ہے: وہ امام جعفر صادقؑ کے ساتھ حِیرہ سے نجف آئے۔ جب دونوں مرقدِ شریف (حضرت علیؑ کے مزار) کے قریب پہنچے تو امام صادقؑ اپنی سواری سے اُترے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر تھوڑا سا آگے بڑھے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر کچھ اور آگے بڑھ کر پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے (مبارک خباز نے) عرض کیا: میری جان آپ پر قربان! پہلی دو رکعتیں، دوسری اور تیسری دو رکعتیں کس کے لیے تھیں؟ تو امامؑ نے فرمایا: پہلی دو رکعتیں قبرِ امیر المؤمنینؑ کے مقام پر تھیں، دوسری دو رکعتیں رأسِ امام حسینؑ (سرِ مبارک کے مقام) پر، اور تیسری دو رکعتیں منبرِ قائمؑ (امام مہدیؑ کے منبر کے مقام) پر تھیں۔

[11]: بشر جواد، ادب الطف او شعراء الحسین، ج3، مطابع شعار کو، دار الطباعۃ اللبنانیہ۔ بیروت، 1966ع، ص 103

[12]: ابن الکازرونی، ظہیر الدین علی بن محمد البغدادی، مختصر التاریخ، تحقیق دکتور مصطفی جواد، مطبعۃ الحکومۃ بغداد، 1970 ع، ص109

[13]: بحر العلوم، محمد تقی سید، مقتل الحسین، تحقیق آیت اللہ حسین بحر العلوم۔ ناشر دار المرتضی، سن ندارد، س637

[14]۔ آدم متنز، الحضارۃ الاسلامیہ، القرن الرابع الھجری او عصر النھضۃ فی الاسلام ج1، ص۱۲۳، ترجمہ محمد عبد الھادی ابوریدۃ۔ مطبعۃ اللجنۃ التالیف والتراجمہ والنشر القاھرہ ،الطبعۃ الثالثۃ 1957ع، س123

[15]۔ المقريزي، تقی الدین احمد بن علی، الخطط المقریزیۃ، القاھرۃ: دار الکتب المصریۃ، ج2، ص274

[16]۔ الشیخ محسن الأمین، أعیان الشیعۃ، بیروت: دار التعارف، ج1، ص459

[17]۔ حرزالدین، محمد، معارف الرجال فی تراجم العلماء والادباء، ج3، مطبعۃ الآداب، النجف الاشرف ۱۹۶۴ع، ص 241

[18]۔ الطوسی، ابو جعفر محمد بن حسن، تھذیب الاحکام، ج6، تحقیق و تعلیق سید حسن خرسان ط نجف الاشرف 1962ء، ص35

روایت ثانیہ: امام جعفر صادقؑ اپنے بیٹے اسماعیل کے ساتھ وادی السلام آئے تو اسماعیل کو حکم دیا کہ دو رکعت نماز رأس الحسینؑ کے پاس ادا کریں۔ اسماعیل نے عرض کیا: کیا سرِ مبارک شام نہیں لے جایا گیا تھا؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں، مگر ہمارے ایک محب نے وہاں سے چوری چھپا کر یہاں لا کر دفن کر دیا[19]،[20]۔ اس کے علاوہ بہت ساری روایات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کا سر مبارک وادی السلام میں دفن ہے۔ اور متقدمین علماء نے اپنے کتب میں مکمل باب موضع راس الحسین کے ساتھ منسوب کیا ہے۔ مثلاً الشیخ محمد بن یعقوب الکلینی المتوفی ۳۲۸ھ نے اپنے کتاب الکافی میں ایک باب مزار کے نام سے بنایا ہے اور اس میں ایک فصل (باب موضع راس الحسین) ہے۔ جس میں انہوں نے بغیر کسی اختلافی روایات کے اتفاق کا دعویٰ ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ الشیخ حر العاملی نے وسائل الشیعہ میں ایک باب بعنوان (باب استحباب زيارة الحسين عند قبر علی امير المومنين و استحباب ركعتين لزيارة كل منهما) لکھا ہے۔ اور عثمانی دور میں بھی حضرت علیؑ کے مزار کے قریب وہ مقام معروف اور محلِ زیارت رہا ہے، جو رأس امام حسینؑ کے ساتھ منسوب ہے[21]۔ آخر میں سبط ابن الجوزیؒ کے الفاظ نقل کرنا مناسب ہوگا: ففي أي مكانٍ رأسُه أو جسدُه، فهو ساكنٌ في القلوب والضمائر، قاطنٌ في الأسرار والخواطر[22]۔ جہاں بھی امام حسینؑ کا سر ہو یا جسد، اس سے فرق نہیں پڑتا، وہ دلوں اور ضمیروں میں بسنے والا ہے، رازوں اور خیالوں میں مقیم ہے۔ اور میری تحقیقی نظر اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک حضرت علی علیہ السلام کے سرہانے کے پاس دفن ہے، اور ہر زائر کو حکم ہے وہ قبلہ پشت ہو کو کر اپنا چہرہ حضرت علی علیہ السلام کی قبر مبارک کی طرف کر کے امام حسین علیہ السلام کی زیارت پڑھیں۔ اس سے مزید تائید ملتی ہے کہ یہاں امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک دفن ہے اس بناء پر نجف اشرف (وادی السلام) کو امام حسینؑ کے رأس مبارک کا مدفن قرار دینا سب سے قوی اور معتبر قول ہے۔

---

[19] ۔ الکلینی، ابو جعفر محمد بن یعقوب، فروع الکافی، ج4،۔ مطبعۃ النعمان, النجف الاشرف1378ھ. ص 571

[20] ۔ المجلسی، محمد باقر، کتاب المزار، مطبعۃ الاسلامیۃ طھران1388ھ، ص84

[21] ۔ حرزالدین، محمد، معارف الرجال فی تراجم العلماء والادباء، ج3، مطبعۃ الآداب، النجف الاشرف1964ع، ص 241

[22] سبط ابن الجوزی، شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزاوغلی، تذکرۃ الخواص، طبع حجر1285ھ، ص276